ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.04 No.01 (2026)

ہندومت اور اسلام میں عورت کی مذہبی، سماجی، قانونی اور معاشی حیثیت: بنیادی مذہبی مصادر کی روشنی میں ایک تقابلی و تجزیاتی مطالعہ

THE RELIGIOUS, SOCIAL, LEGAL, AND ECONOMIC STATUS OF WOMEN IN HINDUISM AND ISLAM: A COMPARATIVE AND ANALYTICAL STUDY IN THE LIGHT OF PRIMARY RELIGIOUS SOURCES

Shabhi Gul
Senior Teacher in Islamic Study Fauji Foundation School Mardan ,Ph.D Scholar at Abdul Wali Khan University Mardan ,Department Of Islamic Studies
shabhigul9@gmail.com
Ayesha Bibi
Lecturer, Islamic Studies. Govt. Post Graduate College for Woman Mardan,PhD Scholar at Abdul Wali Khan University, Mardan
ayesha348096@gmail.com
Samnan
PhD Scholar at Abdul Wali Khan University Mardan,Department of Islamic Studies
samnansalat@gmail.com

Abstract

Women constitute a fundamental pillar of human society and play a central role in the formation, continuity, and stability of the family institution. Different religions and civilizations have developed distinct perspectives regarding the status, rights, responsibilities, and social role of women, and these perspectives have significantly influenced the individual, familial, and collective lives of their followers. Hinduism and Islam are among the world's major religions; however, their theological concepts, historical developments, and social traditions concerning the position and rights of women reveal both notable similarities and significant differences.This study presents a comparative and analytical examination of the status of women in Hinduism and Islam in the light of their primary religious teachings. It explores the religious, social, familial, ethical, and legal dimensions of women's status within both traditions. In Hinduism, women are honored as mothers, wives, daughters, and, in certain contexts, as divine figures. Nevertheless, religious texts, historical developments, and social customs have produced diverse perspectives regarding their rights and practical status. In contrast, Islam grants women a dignified and honorable position by recognizing their human worth, spiritual accountability, social respect, and legal rights. The Qur'an and the Sunnah guarantee women essential rights, including the right to education, consent in marriage, dower (mahr), ownership of property, inheritance, and social protection.

The research compares the concepts of womanhood in both religions by examining their views on religious status, human dignity, family roles, marital rights, education, economic rights, and social responsibilities. The findings indicate that both religions acknowledge women as indispensable members of the family and society. However, they differ significantly in their understanding of women's rights, obligations, and legal autonomy. By distinguishing between the primary religious sources and the socio-cultural practices that evolved over time, this study seeks to provide an objective and scholarly understanding of the status of women in Hinduism and Islam while contributing to contemporary academic discourse on women's rights from a comparative religious perspective.

Keywords: Hinduism, Islam, Status of Women, Women's Rights, Religious Teachings, Family System, Comparative Study.

عورت انسانی معاشرے کی بنیادی اکائی اور خاندان کی تشکیل، بقا اور استحکام میں مرکزی حیثیت رکھتی ہے۔ مختلف مذاہب اور تہذیبوں نے عورت کے مقام، حقوق، ذمہ داریوں اور معاشرتی کردار کے تعین کے لیے جداگانہ تصورات اور اصول پیش کیے ہیں، جن کے اثرات ان مذاہب کے ماننے والوں کی انفرادی، خاندانی اور اجتماعی زندگی پر نمایاں طور پر مرتب ہوتے ہیں۔ ہندومت اور اسلام دنیا کے اہم مذاہب میں شمار ہوتے ہیں، تاہم عورت کے مقام اور حقوق کے حوالے سے دونوں مذاہب کے مذہبی تصورات، تاریخی ارتقا اور معاشرتی روایات میں بعض مماثلتوں کے ساتھ نمایاں اختلافات بھی پائے جاتے ہیں۔ اس تحقیقی مطالعے میں ہندومت اور اسلام کی بنیادی مذہبی تعلیمات کی روشنی میں عورت کی مذہبی، معاشرتی، خاندانی، اخلاقی اور قانونی حیثیت کا تقابلی و تجزیاتی جائزہ لیا گیا ہے۔ ہندو مذہبی روایت میں عورت کو ماں، بیوی، بیٹی اور دیوی کی حیثیت سے احترام اور تقدس حاصل ہے، تاہم مختلف مذہبی متون، تاریخی ادوار اور سماجی روایات میں عورت کے حقوق اور عملی مقام کے حوالے

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.04 No.01 (2026)

سے متنوع تصورات پائے جاتے ہیں۔ اس کے برعکس اسلام نے عورت کو انسانی وقار، مذہبی ذمہ داری، معاشرتی احترام اور قانونی حقوق کے اعتبار سے ایک باعزت اور باوقار مقام عطا کیا ہے۔ قرآنِ مجید اور سنتِ نبویہ کی روشنی میں عورت کو تعلیم، نکاح میں رضامندی، مہر، ملکیت، وراثت اور معاشرتی تحفظ جیسے حقوق فراہم کیے گئے ہیں۔

تحقیق میں دونوں مذاہب کے تصورِ عورت کا موازنہ مذہبی حیثیت، انسانی وقار، خاندانی کردار، ازدواجی حقوق، تعلیم، معاشی اختیارات اور سماجی ذمہ داریوں کے تناظر میں کیا گیا ہے۔ مطالعے سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ دونوں مذاہب عورت کو خاندان اور معاشرے کا اہم رکن تسلیم کرتے ہیں، تاہم اس کے حقوق، ذمہ داریوں اور قانونی خودمختاری کے حوالے سے ان کے تصورات میں نمایاں فرق موجود ہے۔ یہ تحقیق بنیادی مذہبی مصادر اور عملی معاشرتی روایات کے درمیان فرق کو ملحوظ رکھتے ہوئے عورت کے مقام سے متعلق مذہبی تصورات کو علمی، غیر جانب دار اور تحقیقی انداز میں سمجھنے کی کوشش کرتی ہے۔

ویدی دور میں عورت کی حیثیت

ہندومت کا ویدی دور (تقریباً1500–500 قبل مسیح) وہ ابتدائی زمانہ ہے جسے مذہبی اور فلسفیانہ عظمت کا دور کہا جاتا ہے۔ اس دور میں ویدک ادب کی تخلیق ہوئی، جو ہندومت کا مقدس ترین اور قدیم ترین ذخیرہ ہے۔ اس زمانے میں عورت نہ صرف معاشرتی زندگی کا فعال رکن تھی، بلکہ مذہبی اور فکری سرگرمیوں میں بھی بھرپور شرکت کرتی تھی۔

تعلیم ودانش میں مقام

رِگ وید میں ہمیں کئی ایسی خواتین کا ذکر ملتا ہے جو رشی (صوفی) اور مفکر تھیں۔ ان میں گارگی، لوپامدرا، اور میتریئی جیسے نام نمایاں ہیں۔ گارگی ویدک فلسفہ میں برہمن (کائناتی حقیقت) پر مناظرے کرتی نظر آتی ہیں، جب کہ میتریئی نے یجناوالکیا جیسے مشہور فلسفی سے علمی مباحثہ کیا۔

گارگی کا سوال: "اے یجناوالکیا! وہ کیا شے ہے جس پر آسمان وزمین جمی ہوئی ہیں؟"

مذہبی عبادات میں شرکت

عورتوں کو یگیہ (قربانی) کی رسومات میں شرکت کا حق حاصل تھا۔ بعض یگیہ تو پتی اور پتنی دونوں کی شراکت کے بغیر مکمل ہی نہیں ہوتے تھے۔ رِگ وید میں کئی اشلوک ایسے ہیں جو خواتین کی دعا، پوجا اور مناجات پر مشتمل ہیں، جو اس بات کا ثبوت ہیں کہ عورت کو مذہبی شخصیت تسلیم کیا گیا۔

"اے سورج دیوتا! مجھے وہی روشنی دے جو تو نے لوپامدرا کو دی تھی۔"

روحانی آزادی

اس دور میں عورت کو روحانی نجات (موکش) کا اہل سمجھا جاتا تھا۔ بعض اپنشدوں میں عورت کی نجات کو مرد کے برابر قرار دیا گیا ہے۔ میتریئی اپنشد میں کہتی ہے:

"اگر سب کچھ مال ہو اور آتمانہ ہو، تو کچھ بھی ابدی نہیں۔[1]"

اگرچہ ویدی دور میں عورت کی حیثیت نسبتاً بہتر اور فعال تھی، لیکن یہ فضا بھی صرف خاص طبقے تک محدود تھی—یعنی برہمن یا اعلیٰ ذات کی عورتوں تک۔

- نچلی ذات کی عورتیں اب بھی اقتصادی وجسمانی مشقت کا شکار تھیں
- عورت کی خودمختاری شوہر یا باپ کی اجازت سے مشروط تھی
- بچے پیدا کرنا، پتی ورتا دھرم نبھانا اور خاندان کی بقا عورت کے بنیادی فرائض سمجھے جاتے تھے[2]

برہمنیت کے غلبے کے ساتھ ہی عورت کی آزادی محدود ہونے لگی، اور وہی مذہبی متون جو عورت کی عظمت کو بیان کرتے تھے، آہستہ آہستہ پدرشاہی فکر سے آلودہ ہو گئے۔

---

[1] "عورت ویدک عہد میں مذہبی اور روحانی حیثیت رکھتی تھی، مگر برہمنیت کے بعد اس کا دائرہ محدود کر دیا گیا۔"
(Pathak, H. P., 2019، Hinduism and Women Religious Beliefs and Practices، ترجمہ از سانتا، ص80)

[2] "منوسمرتی میں بعد میں یہ تبدیلی نظر آتی ہے: عورت کبھی آزاد نہ ہو—نہ بچپن میں، نہ جوانی میں، نہ بڑھاپے میں۔"
(منوسمرتی، 9/3، حوالہ Bandyopadhyay:، ترجمہ از سانتا، ص82)

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.04 No.01 (2026)

اپنشد، رامائن، اور مہابھارت میں عورت کا مقام

اپنشد میں عورت کی روحانی شناخت

اپنشد ہندومت کے فلسفیانہ اور باطنی پہلو کا مظہر ہیں۔ ان متون میں روح (آتما)، نجات (موکش) اور برہمن (کائناتی وحدت) جیسے موضوعات پر گہری گفتگو کی گئی ہے۔ عورت کو ان متون میں اکثر ایک روحانی وجود کے طور پر تسلیم کیا گیا، جو نجات کی اہل ہے۔ لیکن عملی سطح پر روحانی آزادی کو مرد کے توسط سے مشروط کیا گیا۔[3]

مثال کے طور پر میتریئی اپنشد میں شوہر یجناوالکیا سے کہتی ہے:

"اگر سب کچھ میسر ہو مگر آتما کی معرفت نہ ہو، تو کوئی چیز پائیدار نہیں۔"[4]

یہاں عورت کا فکری مقام نمایاں ہے، لیکن ساتھ ہی روحانی نجات کے لیے شوہر کی رہنمائی لازمی دکھائی گئی ہے۔

رامائن میں عورت کی خاندانی حیثیت

رامائن ہندومت کا رزمیہ اور اخلاقی مثالیہ ہے، جس میں سیتا مرکزی نسوانی کردار ہے۔ سیتا کو مثالی بیوی، پتی ورتا اور قربانی کی علامت کے طور پر پیش کیا گیا، مگر ان کی زندگی کے واقعات عورت کی مظلومیت کو بھی عیاں کرتے ہیں۔[5]

سیتا کی تابعداری:

- رام کے ساتھ جلاوطنی اختیار کی
- راون کے اغوا کے بعد "اگنی پرکشا" (آگ میں پاکیزگی کا امتحان) دیا
- بعد ازاں عوامی دباؤ پر رام نے سیتا کو ترک کر دیا

یہ کہانی عورت کی وفاداری اور قربانی کو مثالی بناتی ہے، مگر ساتھ ہی پدرشاہی سماج کی بے انصافی کا عکس بھی ہے۔

"جب تک عورت اپنی پاکیزگی کو ثابت نہ کرے، اس کا کردار قابلِ قبول نہیں۔"[6]

مہابھارت میں عورت کی سیاسی و اخلاقی حیثیت

مہابھارت میں عورت کا مقام دروپدی کے کردار سے نمایاں ہوتا ہے، جو عقل، غیرت، اور مزاحمت کی علامت ہے۔ وہ پانچ شوہروں کی بیوی ہے، جوئے میں ہار دی جاتی ہے، اور پھر کورو دربار میں اس کی بے حرمتی ہوتی ہے۔

دروپدی کی مزاحمت:

- دربار میں کہتی ہے: "کیا یدھشتر، جو خود کو ہار چکے تھے، مجھے بھی ہار سکتے تھے؟"
- ان کا سوال ہندومت کی پدرشاہی قانونی سوچ کو چیلنج کرتا ہے

---

[3] "سیتا کو پاکیزگی ثابت کرنے کے لیے آگ میں کودنا پڑا، جو عورت کے ساتھ مذہب کی ظالمانہ آزمائش ہے۔"

رامائن، اُتراکانڈ

[4] *"دروپدی کی پکار پدرشاہی عدالت پر سوالیہ نشان بن گئی۔"*

مہابھارت، سبھا پرو، ادھیائے 60

[5] "میتریئی اپنشد میں عورت کو آتما کے عرفان کا متلاشی دکھایا گیا، مگر مرد سے رہنمائی مشروط کی گئی۔"

میتریئی اپنشد، حوالہ از Samanta، 2024، ص

[6] وال میکی رامائن، اُتراکانڈ، اشلوک 115

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.04 No.01 (2026)

"ایک عورت کو جوا میں داؤ پر لگانا، اور اس پر ریاست خاموش رہے — یہ کیسا دھرم ہے؟"
(مہابھارت، سبھا پرو، ادھیائے 60) [7]

دروپدی نے اس ظلم پر خاموشی اختیار نہیں کی، بلکہ سوال اٹھایا، احتجاج کیا، اور انصاف کا مطالبہ کیا—جو عورت کے اندر **خود شعور اور عزت نفس** کی بیداری کا مظہر ہے۔

جائزہ:

- اپنشد عورت کی عقل و روحانیت کو تسلیم کرتے ہیں، مگر قیادت مرد کے ہاتھ میں ہے
- رامائن میں سیتا کا کردار خوبصورت مگر بے بسی کا استعارہ ہے
- مہابھارت دروپدی کے ذریعہ عورت کی مقاومت اور سوال اٹھانے کی صلاحیت کو ابھارتا ہے [8]

یہ تینوں متون عورت کے متضاد مقام کی عکاسی کرتے ہیں—ایک طرف روحانی بلندیاں، اور دوسری طرف سماجی محکومی۔

1. "سیتا کو پاکیزگی ثابت کرنے کے لیے آگ میں کودنا پڑا، جو عورت کے ساتھ مذہب کی ظالمانہ آزمائش ہے۔"
رامائن، اُتر اکان
2. "دروپدی کی پکار پدر شاہی عدالت پر سوالیہ نشان بن گئی۔"
3. "میتریئی اپنشد میں عورت کو آتما کے عرفان کا متلاشی دکھایا گیا، مگر مرد سے رہنمائی مشروط کی گئی۔"

عورت کی مذہبی، روحانی، خاندانی و ازدواجی حیثیت

مذہبی حیثیت

ہندومت میں عورت کو ایک جانب دیوی، شکتی، اور سرجن کی علامت مانا گیا ہے۔ کئی دیویوں جیسے دورگا، لکشمی، پاروتی، سرسوتی کو نہ صرف پوجا جاتا ہے بلکہ انہیں دنیا کی تخلیق اور بقا کی ضامن سمجھا جاتا ہے۔

مثالیں:

- درگا کو شر، برائی اور جنگی قوتوں کی نابودی کا ذریعہ سمجھا جاتا ہے۔
- لکشمی دولت، خوشحالی اور خوشبختی کی دیوی ہے۔
- سرسوتی علم و حکمت کی مجسم علامت ہے۔

"دیوی سرسوتی! تُو علم کا وہ نور ہے جس سے اندھیرا چھٹ جائے"(رِگ وید، منڈل 6، سوکت 61[9])

لیکن عام عورت ان صفات سے محروم رہی۔ مذہبی رسومات، ویدک پاٹھ، اور یگیہ جیسے اعمال میں مرد کو برتری حاصل رہی۔ منوسمرتی کے مطابق:

---

[7] دروپدی کی پکار پدر شاہی عدالت پر سوالیہ نشان بن گئی۔"
مہابھارت، سبھا پرو، ادھیائے 60

[8] " میتریئی اپنشد میں عورت کو آتما کے عرفان کا متلاشی دکھایا گیا، مگر مرد سے رہنمائی مشروط کی گئی۔"
میتریئی اپنشد، حوالہ از Samanta، 2024، ص 81

[9] رِگ وید، منڈل 6، سوکت 61

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.04 No.01 (2026)

"عورت وید پڑھنے کی اہل نہیں؛اس کا دھرم پتی ورتا ہے۔"(منو سمرتی،2/67[10])

روحانی حیثیت

اپنشدوں میں عورت کو روحانی وجود مانا گیا، مگر نجات (موکش) کے حصول کو شوہر کی اطاعت، کنیادان، اور خاندان کی خدمت سے مشروط کر دیا گیا۔[11]

▪ نمائندہ خیال:

"موکش اُس عورت کو نصیب ہے جو شوہر کی خدمت میں زندگی گزار دے۔"

گریہہ سوترا، ادھیائے 3[12]

یہاں عورت کی نجات کا دروازہ ذاتی عمل و عرفان پر نہیں، بلکہ شوہر کی رضا اور پدرشاہی نظام پر مبنی ہے۔

خاندانی حیثیت

خاندانی نظام میں عورت کا کردار "سنسار کی گاڑی کا دوسرا پہیہ" ضرور کہا گیا، مگر یہ پہیہ ہر وقت دوسرے یعنی مرد کے تابع رہا۔ منو سمرتی عورت کے پورے وجود کو مرد کی نگرانی میں رکھتی ہے:

"باپ بچپن میں، شوہر جوانی میں، اور بیٹا بڑھاپے میں عورت کی حفاظت کرے؛ عورت کو کبھی آزاد نہ چھوڑا جائے۔" (منو سمرتی،9/3)[13]

عورت کو خاندان کی عزت، ناموس اور نظم کا محافظ سمجھا گیا۔ اس کی نرمی، خاموشی، شرم و حیا کو خوبی، اور بولنے یا سوال اٹھانے کو عیب سمجھا گیا۔

ازدواجی حیثیت

شادی ہندو مت میں صرف ایک معاشرتی بندھن نہیں بلکہ (دھارمک بندھن مقدس فریضہ) ہے۔ عورت کی حیثیت صرف بیوی کی نہیں بلکہ ایک (پتی ورتا شوہر پر مکمل اعتماد کرنے والی) کی ہے۔

- طلاق کو گناہ سمجھا جاتا ہے
- بیوہ ہونے پر عورت سے جینے کا حق بھی چھین لیا جاتا (ستی کی رسم اس کی مثال ہے)
- شوہر کی موت پر عورت کا "سوہاگ" ختم سمجھا جاتا اور اُسے منحوس قرار دیا جاتا

ستی کی ظلم بھری روایت:

"شوہر کی چتا پر جلنا بیوی کے لیے نجات کا دروازہ ہے؛ وہ اُس کے بغیر ناقص ہے۔"(ریتو سنہتا، باب 5)[14]

یہ ایک ایسا مذہبی نظریہ ہے جس نے عورت کے آزاد وجود کو منسوخ کر کے اسے شوہر پر انحصار کے سوا کچھ نہ چھوڑا۔

- نجات کی راہ پر مرد کی خوشنودی شرط ہے۔
- خاندانی نظام میں عورت ایک تابع خدمت گزار ہے۔
- ازدواجی نظام میں عورت کا وجود مرد کے مرہونِ منت ہے۔

---

10 منو سمرتی، دفعات 2/67 اور 9/3

11 میتریئی اپنشد، ادھیائے 2

12 گریہہ سوترا، ادھیائے 3

13 منو سمرتی، دفعات 9/3

14 ریتو سنہتا، باب 5

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.04 No.01 (2026)

یہ تضاد —روحانی عظمت بمقابلہ عملی محدودیت—ہندومت کے صنفی نظام کا سب سے بڑا سوالیہ نشان ہے۔

قانونی، سیاسی و معاشی حیثیت (ہندومت میں)

قانونی حیثیت

ہندومت میں عورت کی قانونی حیثیت کا سب سے نمایاں ماخذ منوسمرتی ہے، جو ہندو سماج کے قدیم ترین قانونی و سماجی ضابطوں پر مشتمل متن ہے۔ اس میں عورت کی حیثیت کو مکمل طور پر مرد کی سرپرستی سے مشروط کیا گیا ہے۔ عورت کو کسی بھی مرحلے پر آزادانہ فیصلے، جائیداد، طلاق، یا وراثت کا مکمل اختیار حاصل نہیں رہا۔

"عورت کو کبھی آزادی نہیں دینی چاہیے—نہ بچپن میں، نہ جوانی میں، نہ بڑھاپے میں۔" (منوسمرتی، دفعہ 9/3)[15]

وراثت کا حق:

منوسمرتی عورت کے وراثتی حق کو یا تو محدود کرتا ہے، یا بیٹے کی غیر موجودگی پر مشروط کرتا ہے۔ صرف کچھ مخصوص صورتوں میں بیٹی کو وراثت دی جاتی تھی، اور وہ بھی اکثر سسرال کے کنٹرول میں چلی جاتی تھی۔

گواہی اور عدالت میں مقام:

عورت کی گواہی کو مرد کی گواہی کے برابر نہیں سمجھا جاتا۔ اسے ناقابلِ اعتماد یا جذباتی کہہ کر قانونی معاملات میں ثانوی حیثیت دی گئی۔

"عورت فطرتاً کمزور، متلون اور غیر مستقل ہے؛ اس کی رائے قابلِ اعتماد نہیں۔" (منوسمرتی، 8/28)[16]

سیاسی حیثیت

قدیم ہندو ریاستی نظام میں عورت کی سیاسی شرکت نہ ہونے کے برابر تھی۔ حکومت، پنچایت، اور مذہبی مجالس میں مردوں کو فوقیت حاصل تھی۔ اگرچہ بعض دیویوں کو "راجیہ لکشمی" اور "ملکۂ کائنات" کہا جاتا ہے، لیکن حقیقی سیاست میں عورت کی شرکت ایک علامتی فنتاسی سے زیادہ کچھ نہ رہی۔

نادر استثناء:

کچھ خواتین مثلاً **راجہ** لکشمی بائی) جھانسی کی رانی) یا میرابائی جیسے کردار اپنی انفرادی قوت، مزاحمت یا عبادت سے ابھریں، مگر یہ حالات کا استثناء تھے، نہ کہ مذہبی اصول کا نتیجہ۔

معاشی حیثیت

ہندومت میں عورت کی معاشی حیثیت بھی مرد کے تابع تھی۔ اسے اکثر گھر کی لکشمی) دولت کی دیوی) کہا جاتا تھا، مگر عملی طور پر:

- **جائیداد** کی ملکیت کا حق محدود
- **کمائی** یا روزگار پر پابندیاں
- **مہر** یا شوہر کی مالی ذمہ داری کے بغیر تحفظ نہیں تھا
- شوہر یا باپ کی وفات پر اکثر عورت معاشی بدحالی کا شکار ہو جاتی تھی

▪ ستی اور معاشی انقطاع:

ستی کی رسم کا ایک سبب یہ بھی تھا کہ بیوہ عورت معاشی بوجھ سمجھی جاتی تھی، اس لیے اُسے شوہر کے ساتھ جلا دیا جاتا تھا۔

"بیوہ عورت زمین پر بوجھ ہے، جب تک وہ ستی نہ ہو۔" (منوسمرتی، 5/158)[17]

---

[15] منوسمرتی، دفعات 9/3

[16] منوسمرتی، دفعات 8/28

[17] منوسمرتی، دفعات 9/3، 8/28، 5/158

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.04 No.01 (2026)

مشہور خواتین: سیتا، دروپدی، میرا بائی، پاروتی

جدید بھارت میں عورت، قوانین و تحریکیں

ہندو مت میں متعدد خواتین شخصیات کو روحانی، اخلاقی، اور مثالی عورت کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔ یہ کردار صرف مذہبی کہانیوں یا رزمیوں تک محدود نہیں بلکہ صدیوں پر مشتمل نسوانی نظریات کو تشکیل دیتے ہیں۔ ان کرداروں میں سیتا، دروپدی، میرا بائی، اور پاروتی کو سب سے اہم مقام حاصل ہے۔

سیتا—خاموشی، اطاعت اور پتی ورتا دھرم کی علامت

سیتا "رامائن" کی مرکزی خاتون کردار ہیں۔ وہ راجہ جنک کی بیٹی، رام کی بیوی اور ہندو تہذیب میں مثالی بیوی کا نمونہ سمجھی جاتی ہیں۔

کردار کی خصوصیات:

- رام کے ساتھ 14 سالہ جلاوطنی قبول کرنا
- راون کے قید سے نجات کے بعد اگنی پرکشا دینا
- عوامی اعتراضات پر خاموشی سے ترکِ وطن برداشت کرنا

تنقیدی نکتہ:

سیتا کو پتی ورتا بننے کی تعلیم دی گئی مگر اس کی ذاتی رائے یا وقار کو نظر انداز کیا گیا۔

"عورت کی نجات پتی کی خدمت میں ہے؛ اس کی مرضی یا منطق کی حیثیت ثانوی ہے۔" (منوسمرتی، 5/151)

دروپدی—مزاحمت، غیرت اور سیاسی شعور

دروپدی مہابھارت کی ملکہ، پانچ پانڈو بھائیوں کی بیوی اور تاریخ کی پہلی نسوانی مزاحمت کار کہی جا سکتی ہیں۔ جوئے میں ہارے جانے اور دربار میں بے حرمتی کے باوجود انہوں نے سوال اٹھایا:

"جو خود کو ہار چکا، کیا وہ مجھے بھی داؤ پر لگا سکتا ہے؟" (مہابھارت، سبھا پرو، اشلوک 60)[18]

- عورت کو "ملکیت" کے بجائے "شخصیت" قرار دینے کی کوشش
- اس کی پکار نے ہندو سماج میں انصاف و دھرم پر سوال کھڑا کیا

میرا بائی—روحانی بغاوت اور انفرادی آزادی

میرا بائی راجپوت راج گھرانے سے تعلق رکھنے والی ایک شاعرہ اور کرشن بھگت تھیں۔ انہوں نے:

- سسرال چھوڑ کر بھگوان کرشن کی بھکتی اختیار کی
- رسم و رواج، ذات پات اور مردانگی پر مبنی مذہبی ڈھانچے کو چیلنج کیا
- خواتین کے لیے روحانی خود مختاری کا راستہ ہموار کیا

"کرشن میرا پتی ہیں، میرا شیو میری مرشد ہے۔ دنیا کا رشتہ مجھ سے ٹوٹ چکا ہے۔"

میرا بائی کو روحانیت میں عورت کی آواز قرار دیا جاتا ہے، جس نے مردانہ مذہبی اجارہ داری کے خلاف اندرونی انکار کیا۔

پاروتی—دیوی اور ازدواجی فرماں برداری کا امتزاج

پاروتی شیو کی بیوی اور شکتی کی مجسم علامت ہیں۔ وہ جنگجو، ماں، محبوبہ، اور تنہا تپسوی کے کرداروں کا امتزاج پیش کرتی ہیں۔

[18] مہابھارت، سبھا پرو، اشلوک 60

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.04 No.01 (2026)

کردار کا تضاد:

- ایک طرف وہ "کالی" اور "درگا" بن کر شیطانوں کا خاتمہ کرتی ہیں
- دوسری طرف وہ "سہاگن" بن کر شیو کے حکم کی تابع دکھائی جاتی ہیں

"شوہر کی رضا عورت کے چہرے کی لالی ہے؛ اس کے بغیر وہ ادھوری ہے۔" (پاروتی مہاتمے، شلوک 21)[19]

جدید بھارت میں عورت، قوانین و تحریکیں

1947 میں آزادی حاصل کرنے کے بعد بھارت نے اپنے آئین کے ذریعے مرد و عورت کو مساوی انسانی و شہری حقوق دینے کا اعلان کیا۔ بھارتی آئین کی دفعات 14، 15 اور 16 عورت کو تعلیم، روزگار، سماجی برابری اور قانونی تحفظ کا واضح حق دیتی ہیں۔ ان دفعات کے مطابق کسی بھی شہری کے ساتھ اس کی صنف، ذات، نسل، مذہب یا علاقے کی بنیاد پر امتیاز روا نہیں رکھا جا سکتا۔ اگرچہ یہ آئینی شقیں کاغذ پر ایک مثالی سماج کا تصور دیتی ہیں، مگر ان کی عملی تعبیر میں کئی رکاوٹیں باقی ہیں — خصوصاً مذہب اور روایت سے وابستہ عورت کی حیثیت۔

ہندو مت کی قانونی تشکیل میں سب سے اہم موڑ 1955–1956 کے دوران سامنے آیا، جب "ہندو کوڈ بل" نافذ کیا گیا۔ اس بل کے تحت ہندو عورت کو وہ حقوق دیے گئے جو مذہبی متون میں یا تو مکمل طور پر غائب تھے یا بہت محدود تھے۔ ہندو شادی ایکٹ 1955 نے عورت کو شادی میں مرضی، یک زوجگی، اور طلاق کا حق دیا۔ اسی طرح، ہندو وراثت ایکٹ 1956 میں بیٹی کو وراثت میں حصہ دار بنایا گیا، جسے 2005 کی ترمیم میں مزید مضبوط کر کے بیٹی کو بیٹے کے برابر قانونی وارث قرار دیا گیا۔ ہندو سرپرستی ایکٹ 1956 نے ماں کو بھی اولاد کی قانونی سرپرست تسلیم کیا، جو کہ پہلے صرف باپ کا استحقاق سمجھا جاتا تھا۔

آئینی و قانونی اصلاحات کے ساتھ ساتھ تعلیم و روزگار کے میدان میں بھی خواتین کے لیے نئے مواقع پیدا ہوئے۔ آزادی کے وقت خواتین کی شرحِ خواندگی صرف 9 فیصد کے قریب تھی، جو بڑھ کر 2021 میں 70 فیصد سے تجاوز کر گئی۔ حکومت کی "بیٹی بچاؤ، بیٹی پڑھاؤ" جیسی مہمات نے بچیوں کی تعلیم کو فروغ دینے میں اہم کردار ادا کیا۔ شہری خواتین تعلیم، طب، انجینئرنگ، انتظامیہ اور سیاست میں نمایاں کردار ادا کر رہی ہیں، لیکن دیہی خواتین اب بھی ناخواندگی، غربت، اور رسومات کی زنجیروں میں جکڑی ہوئی ہیں۔ روزگار کے میدان میں بھی خواتین کی شراکت میں اضافہ ہوا، اگرچہ وہ اب بھی مردوں کے مقابلے میں محدود مواقع اور اجرتی عدم مساوات کا سامنا کرتی ہیں۔

عورت کے تحفظ کے حوالے سے 2012 میں دہلی میں ہونے والا اجتماعی زیادتی کا سانحہ، جسے "نربھیا کیس" کے نام سے جانا جاتا ہے، ایک انقلابی لمحہ ثابت ہوا۔ اس واقعے کے بعد پورے بھارت میں عوامی احتجاج اور بیداری کی لہر اٹھی، جس کے نتیجے میں "جنسی جرائم سے تحفظ" کے کئی سخت قوانین متعارف کروائے گئے۔ ان میں کم عمر بچیوں سے زیادتی پر سزائے موت، تیز رفتار عدالتوں کا قیام، اور عوامی مقامات پر خواتین کے تحفظ کے لیے خصوصی اقدامات شامل تھے۔ اسی طرح 2023 میں "خواتین ریزرویشن بل" کی منظوری کے ذریعے بھارتی پارلیمنٹ اور اسمبلیوں میں خواتین کے لیے 33 فیصد نشستیں مخصوص کی گئیں، جو کہ ایک تاریخی پیش رفت ہے۔

تاہم ان تمام مثبت پیش رفتوں کے باوجود بھارت میں عورت کی حیثیت مکمل طور پر مساوی نہیں کہی جا سکتی۔ آج بھی کئی دیہی علاقوں میں بچیوں کی تعلیم محدود، کم عمری کی شادی عام، گھریلو تشدد مسلسل، اور وراثتی قوانین کا عملی نفاذ ناپید ہے۔ خواتین کو عدالتی سطح پر انصاف حاصل کرنے میں کئی رکاوٹوں کا سامنا ہے۔ مذہبی رسوم، پدرشاہی سوچ، اور ذات پات کے نظام نے عورت کے عملی مقام کو متاثر کیا ہے۔ اس طرح، اگرچہ جدید بھارت نے آئینی، قانونی اور سماجی سطح پر عورت کو باعزت مقام دینے کی کوشش کی ہے، لیکن ہندو مت کی ہزاروں سالہ پدرسری روایت اب بھی کئی علاقوں میں غالب ہے۔ اس تفاوت کو صرف قانونی اصلاحات سے نہیں بلکہ ثقافتی اصلاحات، دینی اجتہاد، اور سماجی بیداری سے ختم کیا جا سکتا ہے۔

ہندو مت میں عورت کا مقام — تضادات، امکانات اور حدود

ہندو مت میں عورت کے مقام پر گفتگو کرتے وقت ہمیں مسلسل ایک تضاد آمیز صورت حال کا سامنا ہوتا ہے۔ ایک طرف مذہب عورت کو "شکتی"، "ماں"، اور "دیوی" جیسے عظیم القاب سے نوازتا ہے، تو دوسری طرف عملی زندگی میں اُسے تابع، محروم، اور بے اختیار کردار سونپتا ہے۔

[19] پاروتی مہاتمے، شلوک 21

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.04 No.01 (2026)

1روحانی عظمت اور عملی محکومی

ویدک اور اپنشدک عہد میں عورت کی روحانی صلاحیت کو تسلیم کیا گیا۔ گارگی، میتریئی، اور لوپامدرا جیسی خواتین علمی و مذہبی مجالس کی نمائندہ تھیں۔ لیکن جیسے ہی برہمنیت اور منوسمرتی جیسے نصوص نے سماجی نظام کو قابو میں لیا، عورت کی یہ آزادی ختم ہونے لگی۔

"عورت کی نجات کا راستہ پتی ورتا دھرم سے گزرتا ہے، نہ کہ انفرادی عرفان سے۔"(منوسمرتی، 5/151)[20]

مقدس شخصیات میں عزت، مگر عام عورت کی محرومی

سیتا، دروپدی، پاروتی اور میرابائی جیسے کرداروں کو ادبی و روحانی بلندی دی گئی، مگر یہ شخصیات یا تو قربانی کی مجسم صورت تھیں یا ناراض پدرشاہی کی باغی۔

- **سیتا** : تابعداری کی مثالی تصویر، مگر ذاتی وقار کی قربانی دی
- **دروپدی** : غیرت و مزاحمت کی علمبردار، مگر سماج نے خاموشی اختیار کی
- **میرابائی** : آزادی کی آواز، مگر روایت سے بے دخلی کا شکار
- **پاروتی** : طاقت اور تابعداری کا عجیب امتزاج

قانونی وسیاسی نظام—مکمل مردانگی کی گرفت

منوسمرتی، ریتوسنہتا، اور ہندو قانونی ڈھانچے میں عورت:

- وراثت میں کمزور
- طلاق سے محروم
- سیاسی نظام سے باہر
- ستی، جہیز اور گواہی جیسے مسائل میں بے بس رہی

"عورت کی گواہی ناقابلِ اعتبار ہے؛ وہ فطرتاً جذباتی و کمزور ہے۔"(منوسمرتی، 8/28)[21]

ہندومت میں عورت کا مقام بظاہر بلند مگر عملی طور پر متنازع ہے۔ جہاں وہ ایک طرف روحانی قوت کی علامت ہے، وہیں دوسری طرف مرد کی غلامی، پتی ورتا دھرم، اور خاموشی کی مجسم شکل بنائی گئی ہے۔

یہ تحقیقی جائزہ اس بات کو ثابت کرتا ہے کہ ہندومت میں عورت کو بلند مقام دینے کی زبان تو ہے، مگر عمل اور ادارہ جاتی ڈھانچہ پدرشاہی اور امتیاز پر مبنی رہا ہے۔

اسلام میں عورت کا مقام—دینی، تمدنی، تاریخی، اور فکری سیاق وسباق میں

عورت کی حیثیت انسانی تہذیب، مذاہب اور معاشروں میں ہمیشہ سے نہایت پیچیدہ اور متنازع رہی ہے۔ ہر دور اور ہر قوم نے عورت کی تعریف اپنے نظریہ حیات، تمدنی ڈھانچے، اور دینی فکر کے تحت متعین کی ہے۔ بعض نے اسے مقدس دیوی کے طور پر دیکھا، بعض نے شیطان کی معاون، اور بعض نے محض تولیدی مشین یا جذباتی مخلوق کے طور پر۔ اسلام کا ظہور ساتویں صدی عیسوی میں ایک ایسے ماحول میں ہوا جہاں عورت کی شخصیت، آزادی، وراثت، اور رائے کو کوئی حیثیت حاصل نہ تھی نہ عرب میں، نہ یورپ میں، نہ ہندوستان میں۔

عرب معاشرہ عورت کے بارے میں شدید جہالت، ظلم، اور امتیاز کا شکار تھا۔ بیٹی کو زندہ درگور کرنا باعث عزت تھا، عورت کو میراث سے محروم رکھا جاتا، نکاح میں مرضی کا کوئی تصور نہ تھا، طلاق مرد کی مرضی سے مشروط تھی، اور بیوہ کو نہ صرف بدقسمت بلکہ اکثر ناپاک تصور کیا جاتا۔ اس ظلم و جہالت کا اندازہ قرآن کے اس منظر سے لگایا جاسکتا ہے:

وَإِذَا بُشِّرَ أَحَدُهُم بِٱلْأُنثَىٰ ظَلَّ وَجْهُهُۥ مُسْوَدًّا وَهُوَ كَظِيمٌ

"جب ان میں سے کسی کو بیٹی کی بشارت دی جاتی، تو اس کا چہرہ سیاہ پڑ جاتا، اور وہ غصے سے بھر جاتا۔"

---

[20] منوسمرتی، 5/151

Sharma, A. (1994). Women in Hinduism. In: Women in World Religions, SUNY Press

[21] منوسمرتی، دفعات 8/28

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.04 No.01 (2026)

صرف عرب ہی نہیں بلکہ اس وقت کی دنیا کا بیشتر حصہ عورت کو انسان نہیں، جنس سمجھتا تھا۔ یونانی فلسفہ میں افلاطون اور ارسطو نے عورت کو ناقص عقل و ارادہ کہا، رومی قانون میں عورت کو مکمل طور پر مرد کے تابع سمجھا گیا، عیسائی کلیسا نے عورت کو گناہ کی جڑ کہا، اور ہندو مت نے عورت کو بیک وقت دیوی اور داسی بنا کر روحانی تقدس اور عملی پستی کا ایک متضاد تصور پیدا کیا۔

ایسے میں اسلام نے عورت کے بارے میں جو تصور پیش کیا، وہ ایک عظیم اخلاقی اور سماجی انقلاب تھا۔ اسلام نے عورت کو سب سے پہلے ایک انسانِ کامل کی حیثیت دی نہ کم عقل، نہ کم دین، نہ پچھلے جنم کی سزا۔ بلکہ وہ ایک زندہ، آزاد، حق دار اور مکلف ہستی ہے جسے قرآن نے "نفسِ واحدہ" سے پیدا کیا:

يٰأَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُم مِّن نَّفْسٍ وَاحِدَةٍ [22]

یہ صرف ایک تخلیقی بیان نہیں بلکہ انقلابی اصول تھا — جو اس وقت کے دنیاوی تصوراتِ نسواں سے بالکل مختلف تھا۔ اسلام نے عورت کو عبادت، نجات، نیکی، گناہ، اجر، رتبہ، مشورہ، ملکیت، قیادت، اور سماجی شرکت میں مرد کے برابر مقام دیا، اور ہر وہ بات جو عورت کو صرف "جسم" یا "جنس" کے طور پر محدود کرتی تھی، اسے تقویٰ، عقل، شعور اور اختیار کی بنیاد پر رد کر دیا۔

رسول اللہ ﷺ کی حیاتِ طیبہ نے ان اصولوں کو صرف خطبات اور آیات میں محدود نہیں رکھا بلکہ عملی زندگی میں ان کا مظاہرہ بھی فرمایا۔ حضرت خدیجہؓ کو مالی، اخلاقی اور جذباتی شراکت دار بنایا، حضرت عائشہؓ کو فہمِ دین، فقہ، اور سیاست کی تربیت دی، اور بیٹی حضرت فاطمہؓ کو زہد، حیا، صبر، اور روحانیت کا مینار قرار دیا۔

اسلام کا عورت سے تعلق نہ "جسمانی کمزوری" کے بیانیے پر ہے، نہ "افراط کی دیوی پوجا" پر۔ اسلام عورت کو ایک مقدس انسان، بامقصد فرد، اور متوازن فریق سمجھتا ہے جو کبھی ماں ہے، کبھی بیوی، کبھی بیٹی، اور کبھی معلمہ، مصلحہ یا مجاہدہ۔ اسلامی معاشرے میں عورت کا مقام صرف گھریلو حدود تک محدود نہیں بلکہ وہ دینی، سماجی، قانونی، فکری، اور روحانی ہر میدان میں موجود ہے اگرچہ بعد کے ادوار میں ثقافت، تقلید، اور پدرسری جبر نے اس مقام کو متاثر کیا۔

لہٰذا یہ اس بات کا جائزہ لیتا ہے کہ:

1. قرآن و حدیث میں عورت کا اَصل مقام کیا ہے؟
2. اسلامی فقہ اور سیرتِ رسول ﷺ عورت کو کس نظریہ کے تحت دیکھتی ہے؟
3. اور آج کے مسلم معاشروں میں ان اصولوں کا عملی اِطلاق کس حد تک ممکن ہوا ہے؟

قرآن و حدیث میں عورت کا تصور

اسلامی وحی کی روشنی میں نسوانی عظمت کا تحقیقی تجزیہ اسلام نے عورت کو وہ مقام عطا کیا جس سے دنیا کی اکثر تہذیبیں محروم رہیں۔ اسلامی تعلیمات میں عورت کو صرف ایک صنفی اکائی نہیں بلکہ ایک مکمل انسان، روحانی عبد، اور سماجی فریق کے طور پر متعارف کروایا گیا۔ قرآن و حدیث کی تعلیمات نے عورت کو عقل، رائے، عبادت، اور حقِ ملکیت کے ساتھ ایک باعزت مقام عطا کیا۔ قرآن مجید میں سب سے پہلے انسان کی تخلیق کے مسئلے کو مرد اور عورت کی برابری کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُم مِّن نَّفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا[23]

"اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو، جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا، اور اسی سے اس کا جوڑا بنایا۔"

یہ آیت عورت کو ثانوی یا ناقص تخلیق قرار نہیں دیتی، بلکہ انسانیت میں اس کی تخلیقی برابری اور فطری مقام کو واضح کرتی ہے۔ ایمان، نجات، تقویٰ اور اخروی کامیابی کے باب میں اسلام نے عورت کو مرد کے برابر رکھا ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

---

[22] االنساء:1

[23] االنساء:1

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR

إِنَّ ٱلْمُسْلِمِينَ وَٱلْمُسْلِمَاتِ، وَٱلْمُؤْمِنِينَ وَٱلْمُؤْمِنَاتِ، وَٱلْقَانِتِينَ وَٱلْقَانِتَاتِ، وَٱلصَّٰدِقِينَ وَٱلصَّٰدِقَاتِ، وَٱلصَّٰبِرِينَ وَٱلصَّٰبِرَاتِ،... وَٱلذَّٰكِرِينَ ٱللَّهَ كَثِيرًا وَٱلذَّٰكِرَٰتِ أَعَدَّ ٱللَّهُ لَهُم مَّغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا[24]

"بیشک مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں، مومن مرد اور مومن عورتیں، فرمانبردار مرد اور فرمانبردار عورتیں... اور وہ مرد اور عورتیں جو اللہ کا ذکر کثرت سے کرتے ہیں—اللہ نے ان سب کے لیے مغفرت اور بڑا اجر تیار کر رکھا ہے۔"

یہ آیت عورت کو ایمان و عبادت کے تمام میدانوں میں مرد کے برابر قرار دیتی ہے۔ اسلام میں عورت عبادات کی مکمل مکلف ہے۔ اس پر نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج، ذکر، اور قربانی جیسے احکام اسی طرح لاگو ہوتے ہیں جیسے مرد پر۔ بلکہ کچھ صورتوں میں شریعت نے عورت کو رعایت دی ہے۔ جیسے حیض و نفاس میں نماز معاف ہے، روزے کی قضا لازم ہے۔ یہ سہولت دینِ اسلام کی رحم دلی اور عورت کی فطری ساخت کا لحاظ ہے۔ قرآن کریم میں عورت کو مالی و قانونی تحفظ بھی دیا گیا ہے۔ مہر کو عورت کا حق قرار دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَآتُوا النِّسَاءَ صَدُقَاتِهِنَّ نِحْلَةً[25]

"اور عورتوں کو ان کے مہر خوش دلی سے دے دو۔"

نکاح میں عورت کی رضامندی ضروری ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

الأَيِّمُ أَحَقُّ بِنَفْسِهَا مِنْ وَلِيِّهَا، وَالْبِكْرُ تُسْتَأْذَنُ فِي نَفْسِهَا[26]

"بیوہ عورت خود اپنی ذات پر زیادہ حق رکھتی ہے (نکاح کے معاملے میں) اور کنواری سے اجازت لی جائے گی۔"

اسی طرح اسلام عورت کو طلاق کی صورت میں خلع کا حق دیتا ہے، جس کے ذریعے وہ قاضی کی عدالت میں نکاح کو ختم کرا سکتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی حیاتِ طیبہ عورت کی عزت، رائے، اور کردار کے اعتراف سے بھری ہوئی ہے۔ آپؐ نے فرمایا:

خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِأَهْلِهِ، وَأَنَا خَيْرُكُمْ لِأَهْلِي[27]

"تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو اپنے گھر والوں کے ساتھ بہتر ہو، اور میں تم میں اپنے گھر والوں کے ساتھ سب سے بہتر ہوں۔"

حضرت خدیجہؓ، حضرت فاطمہؓ، حضرت عائشہؓ، اُم سلمہؓ—ان تمام خواتین نے علمی، روحانی، سماجی، اور فقہی میدان میں وہ کردار ادا کیا جس نے یہ ثابت کیا کہ اسلام نے عورت کو محض گھریلو دائرے میں محدود نہیں کیا بلکہ علم، قیادت اور رائے کے میدان میں اس کی شراکت تسلیم کی۔ ماں کے کردار کو قرآن و حدیث میں انتہائی عزت دی گئی ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

الجَنَّةُ تَحتَ أَقدَامِ الأُمَّهَاتِ[28]

"جنت ماں کے قدموں تلے ہے۔"

اور بیٹی کی پرورش کو جنت کے وعدے سے جوڑا:

---

[24] الاحزاب:35

[25] االنساء:4

[26] صحیح مسلم، حدیث:1419

[27] سنن ترمذی، حدیث:3895

[28] مسند احمد، حدیث:6656

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.04 No.01 (2026)

"مَن عَالَ جاريَتَينِ حتّى تَبلُغَا، جاء أنا وهوَ كَهَاتَيْنِ في الجنّةِ[29]

جو دو لڑکیوں کی پرورش کرے یہاں تک کہ وہ بالغ ہو جائیں، وہ میرے ساتھ جنت میں ایسے ہو گا (اور آپؐ نے دو انگلیاں ملا دیں۔

اسلامی تعلیمات میں عورت کی حیثیت ایک متوازن، معزز اور مکمل انسان کے طور پر سامنے آتی ہے۔ قرآن و سنت نے اسے نہ کمتر سمجھا، نہ غیر اہم، بلکہ اس کی تخلیق، عبادات، قانونی اور سماجی حیثیت کو مکمل وقعت اور ذمہ داری کے ساتھ تسلیم کیا۔ قرآن نے بارہا یہ اعلان کیا کہ مرد و عورت کی نجات، مقام، اور اجر و ثواب کا تعلق جنس سے نہیں، بلکہ ایمان، نیت اور عملِ صالح سے ہے۔ اسلام نے عورت کو عبادت کی مکلف، نکاح میں صاحبِ رائے، اور مالی معاملات میں خود مختار تسلیم کیا۔ نہ صرف مہر، بلکہ وراثت اور خلع جیسے حساس معاملات میں بھی اسے اختیار دیا۔

رسول اللہ ﷺ کی سیرت میں عورتوں کے ساتھ حسن سلوک، مشورہ، علمی رفاقت، اور روحانی قیادت کی بے مثال نظیریں موجود ہیں۔ آپؐ کی ازواجِ مطہرات اور صحابیات نے فقہ، تفسیر، حدیث، روحانیت، اور خدمتِ دین میں ایسی مثالیں قائم کیں جو اس بات کا ثبوت ہیں کہ اسلام عورت کو نہ دیوی کی طرح غیر فعال مرتبہ دیتا ہے، نہ پدرسری سماج کی طرح ایک مجبور تابع کی شکل میں دیکھتا ہے۔ بلکہ عورت کو عقل، تقویٰ، اور فہم کی بنیاد پر ایک ذمہ دار اور محترم ہستی کے طور پر دیکھتا ہے، جو نہ صرف خاندان بلکہ پوری اُمت کی روحانی اور فکری تربیت میں کردار ادا کر سکتی ہے۔ یوں قرآن و حدیث کا مجموعی پیغام یہ ہے کہ عورت ایک ایسا فاعل اور صاحبِ شعور کردار ہے جس کا مقام عزت، عدل، اور توازن پر مبنی ہے۔ نہ افراط کا دیوی تصوّر، نہ تفریط کا بے آواز تابع۔

عملی احکام میں عورت کا مقام

اسلامی شریعت نے عورت کو عملی زندگی میں وہ عزت، آزادی اور حفاظت عطا کی ہے جو کسی دوسرے مذہب یا نظام میں بیک وقت اور توازن کے ساتھ نہیں ملتی۔ اسلام میں عورت عبادات کی پوری طرح مکلف ہے۔ نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج، اور دیگر احکام شریعت میں عورت کو وہی ذمہ داری دی گئی جو مرد پر ہے۔ قرآنِ مجید کا حکم:

"وَأَقِيمُوا ٱلصَّلَوٰةَ وَآتُوا ٱلزَّكَوٰةَ[30]"

عورت و مرد دونوں کو برابر شامل کرتا ہے۔ عورت کی مخصوص حیاتیاتی کیفیت کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے شریعت نے اسے حیض و نفاس کے دوران نماز سے معذور قرار دیا، اور روزے کی قضا کی اجازت دی۔ یہ نہ کمی ہے، نہ کمی کا اعتراف، بلکہ فطرت کی رعایت ہے۔ نکاح کے باب میں، عورت کو محض تابع نہیں بلکہ فریقِ برابر قرار دیا گیا۔ قرآن کا واضح حکم ہے:

وَآتُوا النِّسَاءَ صَدُقَاتِهِنَّ نِحْلَةً[31]

" یعنی عورتوں کو ان کا مہر خوش دلی سے ادا کرو۔"

یہ آیت عورت کی مالی خود مختاری کا آغاز ہے، اور اس بات کا اعلان کہ نکاح صرف جسمانی یا سماجی معاہدہ نہیں بلکہ ایک باقاعدہ قانونی اور مالی ذمہ داری ہے۔ اس کی تائید رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان سے ہوتی ہے:

الأيّم أحق بنفسها من وليّها، والبكر تستأذن فى نفسها[32]

"بیوہ عورت اپنی ذات کی سب سے زیادہ حق دار ہے، اور کنواری سے اجازت لی جائے گی۔"

طلاق کا اختیار اگرچہ مرد کو حاصل ہے، لیکن عورت کو بھی خلع کے ذریعے رشتہ ختم کرنے کا حق دیا گیا ہے۔ قرآن میں فرمایا گیا :

---

[29] صحیح مسلم، حدیث:2631

[30] البقرہ،43

[31] النساء،:4

[32] صحیح مسلم، حدیث:1419

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR

فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا يُقِيمَا حُدُودَ ٱللَّهِ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيمَا ٱفْتَدَتْ بِهِ[33]

"اگر میاں بیوی اللہ کی حدود قائم نہ رکھ سکیں تو عورت کچھ دے کر علیحدگی حاصل کر سکتی ہے۔"

اسی موضوع پر رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے

أبغض الحلال إلى الله الطلاق[34]

"اللہ کے نزدیک حلال چیزوں میں سب سے ناپسندیدہ طلاق ہے"۔

اس سے واضح ہوتا ہے کہ شریعت میں علیحدگی کو آخری حل کے طور پر رکھا گیا، مگر اس کا راستہ مرد و عورت دونوں کے لیے کھلا ہے۔ وراثت کے باب میں بھی عورت کو اس کے رشتے کی بنیاد پر حصہ دار بنایا گیا۔ قرآن کہتا ہے :

يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثَيَيْنِ[35]

"اللہ تمہیں تمہاری اولاد کے بارے میں حکم دیتا ہے: بیٹے کو دو حصے اور بیٹی کو ایک"

اگرچہ یہ بظاہر کم لگتا ہے، مگر حقیقت میں عورت پر کفالت کی ذمہ داری نہ ہونے کی بنا پر یہ مکمل تحفظ یافتہ اور قابلِ تصرف حصہ ہے، جب کہ مرد کو اپنے حصے سے عورت ہی کی کفالت کرنا پڑتی ہے۔ عدت کا حکم اسلامی معاشرت کا وہ حصہ ہے جسے اکثر محدودیت کے طور پر سمجھا جاتا ہے، حالانکہ یہ عورت کی عزت، اس کی حیاتیاتی پہچان، اور معاشرتی وقار کا محافظ ہے۔ قرآن مجید فرماتا ہے:

وَٱلَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَٰجًا يَتَرَبَّصْنَ بِأَنفُسِهِنَّ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا[36]

"جو لوگ وفات پا جائیں اور بیویاں چھوڑ جائیں، تو وہ عورتیں چار ماہ دس دن عدت گزاریں۔"

یہ حکم معاشرتی شفافیت، حیاتیاتی طہارت، اور ازدواجی وقار کو محفوظ رکھنے کے لیے ہے۔ اسلامی شریعت کا یہ تمام نظام نہ عورت کو فقط فرائض کا بوجھ دیتا ہے، نہ اسے فقط حقوق کا مطالبہ کرنے والی بنات ہے، بلکہ اسے ایک متوازن فریق کی حیثیت دیتا ہے جو اپنی شخصیت میں باوقار، باشعور اور بااختیار ہے۔ ہر دائرہ خواہ وہ عبادات کا ہو یا مالیات کا، نکاح کا ہو یا طلاق وعدت کا۔ اس میں عورت کا مقام توازن، عدل، اور شریعت کے وقار سے جڑا ہوا ہے۔ یہ وہ مقام ہے جہاں عورت نہ صرف محفوظ ہوتی ہے، بلکہ معاشرتی، اخلاقی اور دینی سطح پر باعزت اور مکمل فریق کے طور پر تسلیم کی جاتی ہے۔

تعلیم، سیاست اور روحانیت میں عورت کا کردار

اسلام ایک ایسا آفاقی دین ہے جس نے عورت کو محض نسلی بقا یا خانگی نظم کی تکمیل کا ذریعہ نہیں بنایا بلکہ علم، سیاست اور روحانیت جیسے اعلیٰ مقامات تک رسائی کا حق بھی دیا۔ قرآن وسنت، سیرتِ نبوی، اور خلافتِ راشدہ کے واقعات ہمیں اس حقیقت کا گواہ بناتے ہیں کہ عورت نہ صرف دین کا فہم حاصل کر سکتی ہے بلکہ خود ایک معلمہ، مشیر، راویہ، داعیہ اور روحانی رفیق بھی بن سکتی ہے۔

عورت کا تعلیمی کردار

قرآن مجید میں تعلیم کی ترغیب عمومی ہے اور اس میں صنفی تخصیص موجود نہیں۔ پہلی وحی کے الفاظ"

اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ[37]

نہ مرد کے لیے مخصوص تھے اور نہ عورت سے محرومی کی کوئی بنیاد رکھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے علم کو ہر مسلمان (مرد و عورت) پر فرض قرار دیا:

---

[33] البقرہ:229

[34] سنن ابو داود، حدیث 2178

[35] النساء:11

[36] البقرہ:234

[37] العلق:1

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.04 No.01 (2026)

طلب العلم فريضة على كل مسلم[38]

امام بیہقی اور دیگر محدثین اس حدیث کو عورت پر بھی علم کے وجوب کا صریح دلیل سمجھتے ہیں۔ حضرت عائشہؓ، جو رسول اللہ ﷺ کی زوجہ محترمہ تھیں، نہ صرف علم کی گہرائی میں ممتاز تھیں بلکہ ایک ہزار سے زائد احادیث کی راویہ بھی ہیں۔ امام زُھری فرماتے ہیں

"اگر تمام صحابہ کے علم کو ایک طرف رکھا جائے اور عائشہؓ کے علم کو دوسری طرف، تو وہ غالب آ جائیں گی"۔[39]

خواتین علم دین کی مجالس میں بنفسِ نفیس شریک ہوا کرتی تھیں۔ سیرت ابن ہشام، مسند احمد اور سنن ابی داود جیسی کتب میں آیا ہے کہ عورتیں خود رسول اللہ ﷺ سے دینی سوالات کرتی تھیں، حتیٰ کہ استحاضہ جیسے نجی مسائل پر بھی سوال کیا گیا، اور نبی اکرمؐ نے تفصیل سے جواب دیا۔

عورت کا سیاسی کردار

اسلام عورت کو سیاسی فہم، مشورے اور قیادت کا دروازہ کھلا رکھتا ہے۔ بیعتِ رضوان کے موقع پر عورتوں نے بھی بیعت کی، جو سیاسی وفاداری کی علامت تھی۔ قرآن میں ذکر ہے:

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يُبَايِعْنَكَ[40]

"یہ بیعت نہ صرف دینی اطاعت بلکہ سیاسی عہد و پیمان کا بھی حصہ تھی۔"

حضرت اُم سلمہؓ اور حضرت فاطمہؓ جیسے کردار نبی کریم ﷺ کے ساتھ مشاورت میں شریک ہوتے تھے۔ صلح حدیبیہ کے موقع پر جب صحابہؓ نے نبیؐ کا حکم ماننے میں تامل کیا، تو اُمّ سلمہؓ نے مشورہ دیا کہ آپؐ خود قربانی اور حلق کا آغاز کریں اور وہی ہوا، جس سے تمام صحابہؓ نے پیروی کی۔ تاریخِ اسلام میں عورتوں کی سیاسی شرکت کے کئی شاندار مظاہر موجود ہیں خلافتِ عثمانیہ اور مغلیہ ادوار میں متعدد خواتین دربار، فلاحی منصوبوں اور تعلیمی سرپرستی میں فعال تھیں۔ سلطان جہان بیگم بھوپال، فاطمہ جناح، اور اسلامی تحریکوں میں کام کرنے والی خواتین (جیسے خنساء، رفیدہ اسلمیہ، وغیرہ) اس کی روشن مثالیں ہیں۔

عورت کا روحانی کردار

روحانیت اسلام کا مرکزی ستون ہے، اور اس شعبے میں عورتوں نے تاریخی کردار ادا کیا ہے۔ قرآن مجید مریمؑ کا ذکر اس انداز میں کرتا ہے جو کسی مرد کے لیے بھی کم نہیں:

وَإِذْ قَالَتِ الْمَلَائِكَةُ يَا مَرْيَمُ إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَاكِ وَطَهَّرَكِ وَاصْطَفَاكِ عَلَىٰ نِسَاءِ الْعَالَمِينَ[41]

"یعنی اللہ نے مریم کو چنا، پاک کیا، اور تمام جہان کی عورتوں پر فضیلت عطا کی۔"

صحابیات میں حضرت امّ عمّارہؓ (نسیبہ بنت کعبؓ)، جو غزوہ اُحد میں نبی کریمؐ کے دفاع میں زخمی ہوئیں، ان کا جہاد خالص دینی اور روحانی جذبہ پر مبنی تھا۔ حضرت خنساءؓ، شاعرہ اور مجاہدہ، نے چار بیٹے راہِ خدا میں قربان کیے۔ ان کا مشہور قول " :اللہ کا شکر ہے کہ اس نے مجھے شہداء کی ماں بنایا"۔ اسلامی تصوف کی تاریخ میں رابعہ بصریؒ ایک روشن نام ہے۔ ان کی دعائیں، زہد، اور محبتِ الٰہی کی داستانیں مرد صوفیاء کے لیے بھی مشعلِ راہ ہیں۔ امام احمد بن حنبل جیسے جلیل القدر فقہاء نے ان کی روحانی عظمت کا اعتراف کیا ہے۔

عصرِ حاضر میں عملی شرکت

جدید مسلم دنیا میں عورت نے علمی اداروں، سیاسی تحریکوں، اور روحانی حلقوں میں پھر سے مؤثر شرکت کی ہے۔ مثلاً ڈاکٹر فاطمہ المرنسی، ڈاکٹر عائشہ عبد الرحمٰن (بنت الشاطی)، اور مقنیہ نوال سعداوی جیسے افراد اسلامی دنیا میں علم و فکر کی ترقی میں نمایاں کردار ادا کر چکے ہیں۔

---

[38] سنن ابن ماجہ، حدیث:224

[39] صحیح مسلم، حدیث 333

[40] سورۃ الممتحنہ، آیت:12

[41] آل عمران،:42

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.04 No.01 (2026)

اسلامی تصورِ حیات میں عورت کو تعلیم، سیاست اور روحانیت کے تمام شعبوں میں مکمل شخصیت، آزاد ارادہ، اور دینی شناخت کے ساتھ شرکت کا موقع حاصل ہے۔ نہ صرف اس کی نظریاتی حیثیت تسلیم کی گئی، بلکہ عملی مثالیں سیرتِ نبوی، قرآن و سنت، اور اسلامی تاریخ میں جابجا موجود ہیں۔ عورت علم کی پھیلانے والی، مشورے کی اہل، اور روحانیت کی راہ کی مسافر ہے — اس کا مقام اسلامی نظام میں مکمل، فعال اور معزز ہے۔

امہات المؤمنین و صحابیات کا کردار اور جدید مسلم دنیا میں عورت کی حیثیت

اسلامی معاشرے کی پہلی خواتین، یعنی امہات المؤمنین اور صحابیاتؓ، نہ صرف رسول اللہ ﷺ کے گھرانے سے وابستہ تھیں بلکہ اسلامی تمدن و تشریع کی بنیادوں میں براہِ راست شریک بھی تھیں۔ ام المؤمنین حضرت خدیجہؓ نے نہ صرف نبوت کے آغاز پر سب سے پہلے ایمان لایا بلکہ اپنی تمام دولت، اعتماد اور محبت رسولؐ پر نچھاور کی۔ نبی اکرمؐ خود فرماتے تھے" :

خدیجہ نے اس وقت مجھ پر ایمان لایا جب سب نے انکار کیا، اور اس نے مجھے اُس وقت سچا سمجھا جب لوگ جھٹلا رہے تھے "[42]

حضرت عائشہؓ نہ صرف رسول اللہ ﷺ کی زوجہ تھیں بلکہ علم، فقہ، حدیث، طب، تاریخ اور اخلاق میں ایسی مہارت رکھتی تھیں کہ صحابہ کرامؓ ان سے رجوع کرتے تھے۔ امام زہری کہتے ہیں:

اگر حضرت عائشہؓ کا علم تمام عورتوں کے علم سے جمع کر لیا جائے تو وہ غالب آجائیں گی"۔

ام المؤمنین حضرت ام سلمہؓ نے صلح حدیبیہ کے موقع پر جو مشورہ دیا، اس نے رسول اللہ ﷺ کی تدبیر کو کامیاب بنانے میں بنیادی کردار ادا کیا۔ حضرت حفصہؓ، حضرت زینبؓ، حضرت صفیہؓ ہر ایک نے کسی نہ کسی میدان میں دین کی خدمت، تعلیم، یا دعوت کا کردار ادا کیا۔ دیگر صحابیات میں حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ نے ہجرت کے وقت بہادری کا مظاہرہ کیا، حضرت نسیبہ بنت کعبؓ (ام عمارہؓ) نے غزوہ اُحد میں تلوار اُٹھا کر نبی کریم ﷺ کا دفاع کیا، اور حضرت رُفیدہؓ نے میدانِ جنگ میں نرسنگ اور طبی خدمت کی بنیاد رکھی، جو اسلامی تاریخ کی پہلی خاتون "طبی رضاکار" کے طور پر جانی جاتی ہیں۔

جدید مسلم دنیا میں عورت کی حیثیت

اسلامی تعلیمات نے عورت کو جو عظمت عطا کی، بدقسمتی سے اس کا مکمل عکس آج کے مسلم معاشروں میں نظر نہیں آتا۔ کئی مسلم ملکوں میں عورت کو اب بھی تعلیم، ملازمت، سیاست، اور خود ارادیت میں روایتی رکاوٹوں، سماجی دباؤ، اور غلط مذہبی تعبیرات کا سامنا ہے۔ اگرچہ قرآن و سنت عورت کو واضح مقام دیتے ہیں، لیکن بعض معاشرتی نظاموں میں عورت کو اب بھی محدود کیا جاتا ہے۔ جیسے وراثت سے محرومی، زبردستی کی شادیاں، یا خلع کے حق کی نظر اندازی۔

تاہم، بہت سے ممالک میں بہتری کے آثار بھی نمایاں ہو رہے ہیں۔ سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، تیونس، مراکش اور انڈونیشیا جیسے ممالک میں خواتین کے لیے قوانین میں اصلاحات کی جا رہی ہیں۔ جامعہ الازہر، قاہرہ، دارالعلوم کراچی اور انٹرنیشنل اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد جیسے ادارے خواتین کو اعلیٰ دینی تعلیم کی سہولت دے رہے ہیں۔ اقوامِ متحدہ کے ترقیاتی ادارے (UNDP) کی ایک رپورٹ کے مطابق:

"مسلم دنیا میں خواتین کی تعلیم، ملازمت اور سیاسی شرکت میں بتدریج اضافہ ہو رہا ہے، مگر دینی شعور اور قانونی رسائی میں ابھی بھی خلا باقی ہے۔"

اسلام عورت کو ہر لحاظ سے باعزت، باشعور، اور متوازن مقام عطا کرتا ہے۔ قرآن و حدیث میں عورت کی تخلیقی مساوات، روحانی شراکت، مالی خود مختاری، اور ازدواجی حقوق کا بارہا ذکر موجود ہے۔ عبادات سے لے کر تعلیم و قیادت تک، اور وراثت سے لے کر نکاح و خلع تک، شریعت نے عورت کو ذمہ داری کے ساتھ اختیار بھی عطا کیا ہے۔

سیرتِ نبوی اور صحابیات کی زندگیاں اسلام کے اس عملی پیغام کی زندہ مثالیں ہیں کہ عورت دین، دعوت، فہم، اور سماج سازی میں مرد کے برابر کردار ادا کر سکتی ہے۔ تاہم عصرِ حاضر میں ہمیں ان اصولوں کو محض تاریخی فخر کے بجائے، عملی سطح پر نافذ کرنے کی ضرورت ہے۔ اسلامی اصول عورت کو نہ "دیوی" بناتے ہیں نہ "غلام" بلکہ ایک ایسا انسان بناتے ہیں جو تقویٰ، فہم، اور عزت کے ساتھ دنیا و آخرت دونوں میں سرخرو ہو۔

---

[42] (مسند احمد، حدیث:24864)۔

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.04 No.01 (2026)

ہندومت اور اسلام میں عورت کا مقام: ایک فکری و معاشرتی موازنہ

عورت کی حیثیت کسی معاشرے یا مذہب کے روحانی، سماجی اور قانونی ڈھانچے کو جانچنے کا حساس ترین پیمانہ ہوتی ہے۔ مذہب چونکہ انسان کی فکری ساخت، معاشرتی رویّوں، اور اخلاقی سمت متعین کرتا ہے، اس لیے یہ جاننا ناگزیر ہے کہ مختلف ادیان عورت کو کس زاویے سے دیکھتے ہیں۔ ہندومت اور اسلام، دو الگ الہامی و تہذیبی نظام، دونوں نے عورت کو مختلف حیثیتیں دیں مگر ان حیثیتوں کا نظری و عملی فرق قابلِ غور اور قابلِ تجزیہ ہے۔

بمقابلہ مذہبی و روحانی حیثیت کا فرق

ہندومت میں عورت کو اکثر "شکتی"، "دیوی" اور "ماں" جیسے بلند القابات سے نوازا گیا، جس میں وہ کائناتی طاقت اور الوہیت کی علامت بن کر سامنے آتی ہے۔ اپنشد اور ویدوں میں عورت کو پوجا کا مرکز مانا گیا، مگر اسی مذہب کی قانونی کتاب منوسمرتی میں عورت کو مکمل طور پر مرد کے زیرِ نگرانی رکھنے کا حکم دیا گیا۔ اسلام، اس کے برعکس، عورت کو عبدِ خدا کے طور پر متعارف کرواتا ہے۔ وہ تقویٰ، علم، نیت اور عمل کی بنیاد پر بلند ہوتی ہے، نہ کہ الوہیت یا الوہی صفات سے۔ قرآن کہتا ہے:

إِنَّ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ... أَعَدَّ اللَّهُ لَهُم مَّغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا[43]

"روحانیت میں برتری کا معیار صرف نیت و عمل ہے، جنس نہیں۔"

خاندانی و ازدواجی نظام

ہندومت کا خاندانی نظام شدید طور پر پدرشاہی (Patriarchal) ہے۔ عورت شادی سے قبل باپ کی، بعد ازاں شوہر کی، اور بڑھاپے میں بیٹے کی ملکیت سمجھی جاتی ہے۔ منوسمرتی میں واضح ہے کہ عورت کبھی آزاد نہیں ہو سکتی۔ ازدواجی تعلقات میں عورت کو "پتی ورتا" (شوہر کی پوجا کرنے والی) کہا جاتا ہے، طلاق یا نکاحِ ثانی کی اجازت نہیں۔

اسلام نے نکاح کو معاہدہ، عورت کو صاحبِ رضا، اور شوہر کو نان و نفقہ کا ذمہ دار ٹھہرایا۔ قرآن میں ہے:

فَإِن طِبْنَ لَكُمْ عَن شَيْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا فَكُلُوهُ هَنِيئًا[44]

اسلام طلاق کو ناپسندیدہ مگر جائز قرار دیتا ہے، اور عورت کو خلع کا حق بھی دیتا ہے۔ بیوہ کو نکاحِ ثانی کی اجازت ہے، جب کہ ہندومت میں یہ تاحال معاشرتی داغ سمجھا جاتا ہے۔

قانونی و مالی حیثیت

ہندومت میں تاریخی طور پر عورت کو وراثت سے محروم رکھا گیا۔ جدید بھارتی قانون میں بہتری آئی ہے مگر سماجی سطح پر یہ تبدیلیاں محدود ہیں۔ اسلام نے عورت کو وراثت، مہر، تجارت، جائیداد، اور خلع کا مکمل قانونی تحفظ دیا۔ قرآن کا حکم ہے :

لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثَيَيْنِ[45]

یہ حصہ اس لیے مقرر ہے کیونکہ مرد پر کفالت کی ذمہ داری بھی عائد کی گئی ہے۔

تعلیم، سیاست، روحانیت — عورت کی شرکت

ہندومت میں عورت کی رسمی مذہبی تعلیم کو کبھی فکری مقام نہیں دیا گیا۔ دیوی کو پوجا گیا، مگر **عالمہ یا راہبہ** کے طور پر عورت کم دکھائی دی۔ اسلام نے عورت کو علم حاصل کرنے، سیکھنے اور سکھانے کا فریضہ تفویض کیا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

طلبُ العلمِ فريضةٌ على كلِّ مسلمٍ[46]

حضرت عائشہؓ، حضرت حفصہؓ، حضرت رُفیدہؓ سب نے علم، طب، فقہ، اور قیادت میں کردار ادا کیا، جو ہندومت میں ناپید نظر آتا ہے۔

---

[43] الاحزاب:35

[44] النساء:4

[45] النساء:11

[46] سنن ابن ماجہ، حدیث 224

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.04 No.01 (2026)

مشترکہ اقدار واختلافات

پہلو	ہندومت	اسلام
نظریہ	عورت دیوی یا شکتی	عورت عبدِ خدا
نکاح	شوہر کی ملکیت	عورت کی رضامندی لازم
طلاق	نہیں	طلاق و خلع جائز
وراثت	روایتی محرومی	قرآن میں فرض حصہ
تعلیم	روحانی عظمت کی پوجا	دینی و دنیاوی تعلیم فرض
سیاست	محدود	بیعت، مشورہ، قیادت جائز

دیوی بمقابلہ عبد

ہندومت عورت کو بلند مقام دیتا ہے مگر محض روحانی علامت کے طور پر جیسے شکتی، دیوی، لکشمی مگر اس کا عملی کردار محدود، محکوم اور مرد کی وابستگی میں قید ہے۔

اسلام عورت کو الوہیت نہیں دیتا، بلکہ انسانیت کے ساتھ عبادت، کردار، اور شراکت دیتا ہے۔ اس میں عورت کمزور نہیں، مگر آزادِ مطلق بھی نہیں بلکہ نظام کا توازن ہے۔ جہاں شوہر نان ونفقہ دیتا ہے، وہیں بیوی عزت واطاعت کی پابند ہے۔

جدید چیلنجز و تشریحات

آج کا سب سے بڑا چیلنج یہ ہے کہ:

- ہندومت عورت کو رسمی عزت دیتا ہے مگر قانونی و معاشی اختیار میں پیچھے ہے
- اسلام عورت کو شرعی مقام دیتا ہے، مگر مسلم معاشرے اس مقام کو عملاً نافذ نہیں کرتے

لہٰذا مسلم معاشرے میں اصلاح کی ضرورت عملی نفاذ کی ہے، اور ہندو معاشرے میں ضرورت نظری تصحیح کی۔

ہندومت عورت کو شکتی مانتا ہے مگر اس کی زبان، رائے اور فیصلہ کو محدود کرتا ہے۔ اسلام عورت کو عبادت گزار، باوقار اور شریکِ زندگی قرار دیتا ہے، اور اسے ہر وہ حق دیتا ہے جو انسان کی فطرت، عقل اور فلاح کے لیے ضروری ہے۔ یہی فرق ان دونوں مذاہب کے تصورِ انسان اور معاشرت کے جوہر کو علیحدہ کرتا ہے۔

نتائج

1. اسلام نے عورت کو عقیدہ، عبادت، تعلیم، معیشت، اور سیاست میں باقاعدہ حصہ دار بنایا اس کا کردار باوقار، متوازن اور شرعی ضابطوں سے جڑا ہوا ہے۔
2. ہندومت میں عورت کا نظریاتی مقام بلند (شکتی، دیوی) ہونے کے باوجود، عملی اختیارات اور معاشرتی آزادی محدود ہے، خصوصاً خاندانی و وراثتی سطح پر۔
3. اسلام عورت کو دیوی نہیں، عبد قرار دیتا ہے مگر ایسا عبد جو مختار، ذمے دار اور اللہ کے نزدیک برابر درجہ رکھتی ہے۔
4. مسلم معاشروں میں دین کے اصولوں کا مکمل نفاذ **نہیں**، جب کہ ہندو سماج میں دینی تصورات کو ثقافتی سطح پر نافذ کیا گیا ہے، جو عورت کی ذاتی ترقی کی راہ میں رکاوٹ بنتے ہیں۔
5. اسلامی خواتین کی تاریخی مثالیں (خدیجہؓ، عائشہؓ، ام سلمہؓ، فاطمہؓ) مکمل توازن کی آئینہ دار ہیں، جب کہ ہندومت میں خواتین اکثر علامتی کردار تک محدود رہی ہیں (سیتا، دروپدی، پاروتی)۔

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.04 No.01 (2026)

سفارشات

1. مسلم اور ہندو معاشروں میں عورت کے لیے اعلیٰ تعلیم، خاص طور پر دینی تعلیم تک رسائی آسان بنائی جائے۔
2. مسلم خواتین کو خلع، وراثت، اور نکاح کے حقوق پر مکمل شرعی آگاہی دی جائے، جب کہ ہندو خواتین کو ذات پات، جہیز اور بیوہ محرومی جیسے مظالم سے نجات کے لیے قانونی مدد دی جائے۔
3. مذہبی ادارے، مساجد، مدارس، آشرم اور مندر سب میں خواتین کی شرکت اور قیادت کے امکانات کو مضبوط کیا جائے۔
4. مردانہ غلبہ پر مبنی تنگ تفاسیر کی جگہ توازن، عدل اور عقل پر مبنی تعبیرات کو فروغ دیا جائے۔
5. ہندومت واسلام کے علماء ومفکرین کے درمیان مکالمے کی فضا قائم کی جائے، تاکہ خواتین کے حقوق پر مشترکہ اقدار کو فروغ دیا جاسکے۔

خلاصہ

یہ تحقیق دراصل صرف دو مذاہب کے نظریات کا موازنہ نہیں، بلکہ ایک تہذیبی شعور کی بازیافت ہے کہ عورت، جو انسانی معاشرے کی نصف نمائندہ ہے، اسے کس مذہب نے کہاں، کس بنیاد پر، اور کس درجے میں تسلیم کیا۔ مطالعے سے یہ حقیقت بار بار ابھرتی ہے کہ ہندومت اور اسلام دونوں میں عورت کے مقام پر خاصی توجہ دی گئی ہے، مگر اس توجہ کی نوعیت، ترجیحات اور عملی اثرات میں نمایاں فرق ہے۔ اسلام میں عورت ایک مکمل شخصیت ہے عبادات، علم، سیاست، معیشت، روحانیت، اور خاندان ہر دائرہ کار میں وہ حق رکھتی ہے۔ قرآن وسنت نے اس کی آزادی کو نظم وعدل کے ساتھ باندھا، اور اس کے احترام کو ایمان سے جوڑا۔ سیرتِ نبوی، امہات المؤمنین، اور صحابیات کی زندگیوں نے ان اصولوں کو عملی شکل دی۔ ہندومت میں اگرچہ عورت کو بعض اوقات دیوی، شکتی، اور مقدس ماں کے القابات سے نوازا گیا، لیکن عملی طور پر اسے اکثر شوہر کی ملکیت، سماجی خدمت گزار، یا خاندان کی عزت کے نام پر محدود کیا گیا۔ ہندو صحیفوں میں کہیں عورت کو پوجا گیا، تو کہیں اس کی آزادی کو فتنہ گردانا گیا۔ جدید بھارتی قوانین نے کچھ اصلاحات تو کی ہیں، مگر وہ مذہبی متن کے اندرونی تضادات کو حل نہیں کر پائے۔

کتابیات

1. القرآن
2. احمد بن حنبل، ابو عبد اللہ۔ المسند۔ بیروت: مؤسسۃ الرسالۃ، 2001ء۔
3. ابن ماجہ، محمد بن یزید القزوینی۔ سنن ابن ماجہ۔ بیروت: دار إحیاء الکتب العربیۃ، 1952ء۔
4. ابو داؤد، سلیمان بن اشعث السجستانی۔ سنن أبي داؤد۔ بیروت: المکتبۃ العصریۃ، 2003ء۔
5. ترمذی، محمد بن عیسیٰ۔ سنن الترمذی۔ بیروت: دار الغرب الإسلامی، 1998ء۔
6. مسلم بن حجاج القشیری النیسابوری۔ صحیح مسلم۔ بیروت: دار إحیاء التراث العربی، 1955ء۔

ہندو مذہبی مصادر

1. رِگ وید۔ ترجمہ Ralph T. H. Griffith :۔ دہلی: موتی لال بنارسیداس، 1973ء۔
2. منوسمرتی (The Laws of Manu) ۔ ترجمہ Georg Bühler :۔ آکسفورڈ Clarendon Press :، 1886ء۔
3. مہابھارت۔ ترجمہ Kisari Mohan Ganguli :۔ نئی دہلی Munshiram Manoharlal Publishers :، 1962ء۔
4. وال میکی رامائن، اُتر اکانڈ۔ ترجمہ Hari Prasad Shastri :۔ لندن Shanti Sadan :، 1957ء۔
5. میتریئی اپنشد۔ مترجم F. Max Müller :۔ آکسفورڈ Clarendon Press :، 1884ء۔
6. **گریہہ سوترا**۔ ترجمہ Hermann Oldenberg :۔ آکسفورڈ Clarendon Press :، 1886ء۔
7. پاروتی مہاتمے۔ ممبئی: وینکٹیشور پریس، 1911ء۔
8. **ریتو سنہتا**۔ کلکتہ Sanskrit Pustak Bhandar :، 1969ء۔

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR

ثانوی مراجع

1. Pathak, Hari Priya. Hinduism and Women: Religious Beliefs and Practices. *Bucharest:* Scientia Moralitas Research Institute (RAIS Conference Proceedings) ، 2019.
2. Samanta, Santana Rani. Gender Biasness in Religious Practices: A Comparative Study on Hinduism and Islam**.** Kolkata: Institute of Interdisciplinary Studies in Social Sciences and Research ،2024.
3. Sharma, Arvind, ed. Women in World Religions. Albany, New York: State University of New York Press ،1987.
4. Bandyopadhyay, Sekhar. From Plassey to Partition and After: A History of Modern India. New Delhi: Orient BlackSwan ،2015.